اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ کے افکار کا حقیقی و تحقیقی ترجمان

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

جلد ۲۵/ستمبر ۲۰۱۷ء/محرم الحرام ۱۴۳۸ھ شمارہ ۲۴۳

بیاد

مجدد دین و ملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

بانی مجلس رضا حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر

محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

فہرست

خط و کتابت ترسیل زر اور ملنے کا پتا

Email:muslimkitabevi@gmail.com

قصائدِ رضویہ فارسی کی مختصر شرح

(قسط 6) (محمد معین الدین خاں برکاتی)

۱۲

دور از کوئے صاحب کوثر
چشم دارد چہ اشکباریہا

''صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کوچہ سے دور رہنے کے سبب آنکھ کس قدر آنسو بہا رہی ہے۔''

حلِ مفردات: کوئے: گلی، کوچہ ☆ اشکبار: آنسو بہانے والا، اشکباری: آنسو برسانا۔ جمع اشکباریہا۔

در فراق تو یا رسول اللہ!
سینہ دارد چہ بے قراریہا

''یارسول اللہ! (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ کی جدائی میں سینہ کس قدر بے قرار و بے تاب ہے۔''

حلِ مفردات: بے قراریہا: بے قراری کی جمع، بے چینیاں، بے کلی، فراق، جدائی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هُوَ الۡاَوَّلُ وَ الۡاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الۡبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۳﴾

’’وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے‘‘

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ یہ آیت کریمہ حمد الٰہی بھی ہے اور نعت مصطفےٰ بھی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضور سب سے اول ہیں اور سب سے پیچھے اور سب پر ظاہر اور سب سے چھپے ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر چیز کو جانتے ہیں اول تو اس طرح کی دنیا و آخرت ہر جگہ سب سے اول ہی ہیں، سب سے پہلے آپ کا نور پیدا ہوا۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوۡرِی جسماً تو حضرت آدم علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ہیں مگر حقیقتاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والد آدم علیہ السلام ہیں بظاہر درخت سے پھول ہے مگر حقیقت میں پھول سے درخت ہے۔

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابوالبشر کی ہے

اس باغ عالم کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھول ہیں۔ سب سے پہلے نبوت آپ کو عطا ہوئی۔ خود فرماتے ہیں۔ کُنۡتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیۡنَ الطِّیۡنِ وَ الۡمَآءِ ہم اس وقت نبی تھے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے آب وگل میں جلوہ گر تھے، میثاق کے دن اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ کے جواب میں سب سے پہلے بَلٰی فرمانے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں، بروز قیامت سب سے پہلے آپ کی قبرانور کھولی جائے گی، بروز قیامت اوّل حضور

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سجدہ کا حکم ملے گا سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شفاعت فرمائیں گے اور شفاعت کا دروازہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کے دست اقدس پر کھلے گا۔ اول حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی جنت کا دروازہ کھلوائیں گے اول حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی جنت میں تشریف فرما ہوں گے، بعد میں تمام انبیاء اول حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی امت جنت میں جائے گی بعد میں تمام امتیں۔ غرضکہ ہر جگہ اولیت کا سہرا ان ہی کے سر پر ہے، اول دن یعنی جمعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کو دیا گیا، اس قدر اولیت کے باوجود پھر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آخر بھی ہیں۔ سب سے آخر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظہور ہوا۔ خاتم النبین آپ ہی کا لقب ہوا۔ سب سے آخر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کو کتاب ملی۔ سب سے آخر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کا دین آیا۔ سب سے آخر دن یعنی قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کا دین باقی رکھا گیا۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سرّ، عیاں ہوں معنیِ اول آخر

کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

اب رہا ظاہر و باطن۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب پر ظاہر ہیں اور ہمیشہ ظاہر، سب پر تو اس طرح ظاہر کہ ان کو مسلمان جانیں، کافر پہچانیں یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معرفت کو بیٹے سے مثال دی نہ کہ باپ سے اس کی تین وجہ ہیں۔ بیٹا اپنے باپ کو صرف لوگوں سے سن کر جانتا ہے بلا دلیل۔ مگر باپ اپنے بیٹے کو اپنے نکاح، قرار حمل، ولادت وغیرہ دلائل سے جانتا ہے۔ کفار بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دلائل سے پہچانتے تھے نہ فقط سن کر، نیز بیٹا دنیا میں آکر باپ کو پہچانتا ہے مگر باپ ولادت سے پہلے ہی کفار بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ولادت پاک سے پہلے ہی جانتے تھے اور ان کی آمد کی دعائیں مانگتے تھے، نیز بچہ دنیا میں آکر فوراً نہیں پہچانتا بلکہ سمجھدار ہو کر، مگر باپ بیٹے کو اول سے ہی جانتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بچپن ہی سے

سارا عالم جانتا تھا کہ پہاڑ سلام کرتے تھے حجر خوشخبریاں دیتے تھے۔ درخت سایہ کے لیے جھکتے تھے۔ چاند باتیں کرتا تھا، کفار آپ کی نبوت کی گواہیاں دیتے تھے۔

بالائے سرش زہوشمندی   مے تافت ستارہ بلندی

جانور جانیں، اونٹ سجدہ کریں، جنگل کے ہرن امن مانگیں، چاند وسورج جانیں کہ چاند تو اشارہ پا کر دوٹکڑے ہو جائے اور سورج ڈوب کر لوٹ آئے جانتے ہیں کہ اشارہ محبوب ہے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ فرش والے جانیں عرش والے پہچانیں حضرت آدم علیہ السلام آنکھ کھولتے ہی عرش اعظم پر رب کے نام کے ساتھ محبوب کا نام لکھا ہوا پائیں، جنت والے جانیں، دوزخ والے پہچانیں، جنت کے پتے پتے پر حوروں کی آنکھوں میں، غلمانوں کے سینہ پر غرضکہ ہر جگہ لکھا ہوا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ۔

خلد بریں میں ہر جگہ نام شہ انام ہے
خلد ہے ملک آپ کا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

دوزخی بھی اقرار کریں قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وہ بھی جانیں گے کہ مخالفت سید الابرار ہم کو یہاں لائی غرضکہ جہاں اللہ کا چرچا ہے وہاں رسول اللہ کا ذکر، تمام عالم میں آپ کا نور اور ہر جگہ آپ کا ظہور علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ پھر قیامت تک محبوب کی ہر ہر ادا سب کو معلوم۔ زندگی پاک کی ایک ایک حالت کریمہ ولادت پاک دودھ پینا، پرورش پانا، قبل نبوت کے واقعات، بعد نبوت اندرونی اور بیرونی زندگی پاک، چلنا پھرنا کھانا پینا، سونا جاگنا، تبسم فرمانا، گریہ وزاری کرنا غرضکہ زندگی پاک کا ہر شعبہ ہر وقت ہر جگہ ظاہر عرب میں ظاہر عجم میں ظاہر، پنجاب میں ظاہر کابل میں ظاہر کون سی جگہ ہے جہاں کتب حدیث نہ پہنچی ہوں۔ ظاہر تو ایسے مگر لطف یہ ہے کہ جیسے وہ ہیں ایسا کسی نے نہ جانا بجز پروردگار وہ شان ظہور تھی اور یہ شان بطون۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

کس ندانست کہ منزل کہ محبوب کجاست

ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے مے آید

سنا ہے رہتے ہیں دولہا فقط مدینہ میں
غلط ہے رہتے ہیں وہ عاشقوں کے سینے میں

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند قصائد قاسمی میں لکھتے ہیں

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے بجز ستار
سوا خدا کے بھلا کوئی تجھ کو کیا جانے
تو شمس نور ہے شپر نمط اولوالابصار

غرضکہ دیدہ انسان میں بشریت ظاہر ہوئی مگر حقیقت محمدیہ بجز پروردگار کوئی بھی نہ جان سکا، جس طرح کہ سورج کو اس کے نور نے چھپا لیا کہ کوئی بھی اس کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت پردہ بن گئی۔ رب نے اسی لیے نور فرمایا قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ﴿۱۵﴾ یعنی اے مسلمانو تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نور اور کھلی ہوئی کتاب آئی۔ پانچویں صفت بیان ہوئی هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اور وہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر چیز کو جاننے والے ہیں یعنی خالق کی ذات وصفات اور علوم ظاہر و باطن اور مخلوق کے اولین و آخرین کے سارے علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جمع ہیں اور مخلوق الٰہی میں فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ہر علم والے کے اوپر ایک بڑا عالم ہے''۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں، جس آنکھ نے خالق عالم کو معراج میں دیکھا ہو مخلوق کس طرح اس سے چھپ سکتی ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

صَلَّى الله عَلَیهِ وَعَلیٰ اٰلهٖ وَ اَصحٰبهٖ وَ بارَک وَسَلِّم

اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے

فقیہ اعظم ابو یوسف محمد شریف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

عَن أَمِيرِ المُؤمِنِين أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بنِ الخَطَّاب رَضِيَ الله تَعَالى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولُ الله صَلَى الله عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَانَوى. فَمَن كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى الله وَرَسُولِهِ; فَهِجْرَتُهُ إِلَى الله وَرَسُولِهِ، وَمَن كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا; فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِليه.

(بخاری:۱، مسلم:۴۸۸۳، أبو داؤد: ۲۲۰۴)

’’حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے اس کے نہیں اعمال (کا اعتبار اور خدا کی درگاہ میں قبولیت) نیتوں کے ساتھ ہے۔ یعنی کوئی عمل بدون (بغیر) نیت معتبر اور مقبول نہیں اور کسی آدمی کو اس کے کام میں حصہ یا ثواب نہیں مگر وہی جو اس نے نیت کی پس جس شخص کی ہجرت محض خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ہو (یعنی اس کی نیت میں طلب رضا و امتثال امر شارع ہو) تو اس کی ہجرت خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ہے۔ (یعنی مقبول ہے اور اس پر ثواب عظیم مترتب ہوتا ہے) اور جس کی ہجرت محض حصول دنیا کیلئے ہو یا کسی عورت سے نکاح کرنے کیلئے ہجرت کرتا ہو (خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی کیلئے نہ ہو) تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی یعنی حصول دنیا یا نکاح۔‘‘

اکثر مصنفین اصلاح نیت کیلئے اپنی کتابوں کو اسی حدیث سے شروع کیا کرتے تھے۔ اس حدیث میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخلاص کی ہدایت فرمائی ہے اور ہر عمل کے ثواب کو نیت پر موقوف فرمایا ہے۔ اگر اعمال میں نیت نیک ہے تو ثواب ہے ورنہ نہیں۔ ہجرت ایک عمل ہے اگر اس میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی رضا اور امتثال امر مقصود ہے تو موجب برکات ہے۔ اگر یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ اسی طرح انسان جو عمل کرتا ہے اگر اس میں رضائے حق مقصود ہے تو باعث اجر ہے ورنہ نہیں۔

اب اس حدیث سے جو فوائد مستنبط (حاصل) ہو سکتے ہیں وہ سنو اور خوب یاد رکھو۔

۱ء ایک شخص اپنے قریبی کو کچھ خیرات دیتا ہے۔ اگر صرف اس کی غریبی کا خیال کر کے دیتا ہے۔ صلہ رحم کی نیت نہیں تو صدقہ کا ثواب پائے گا لیکن صلہ رحم نہ ہو گا۔ اگر محض صلہ رحم کیلئے دیتا ہے تو صلہ رحم کا ثواب ہوگا۔ صدقہ کا ثواب نہ ہوگا۔ اگر دونوں نیت کرے تو دونوں ثواب پائے گا۔ معلوم ہوا کہ ایک کام میں متعدد نیتیں کرنے سے ہر ایک نیت پر ثواب ملتا ہے۔

۲ء مثلاً مسجد میں بیٹھنا ایک عمل ہے اگر اس میں بہ نیت اعتکاف بیٹھے تو اعتکاف کا ثواب پائے گا۔ اگر نیت اعتکاف کے ساتھ یہ نیت بھی ہو کہ جماعت کا انتظار ہے تو بحکم حدیث (جماعت کا منتظر نماز میں ہے) اس کو نماز کا ثواب بھی ملے گا۔ پھر اس کے ساتھ اگر یہ نیت کرے کہ آنکھ کان اور تمام اعضاء کی جملہ منہیات سے حفاظت ہوگی تو یہ ثواب بھی حاصل ہوگا۔ پھر اس پر یہ نیت بھی کرے کہ صلوٰۃ و سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیٹھ کر پڑھوں گا تو اس کا ثواب بھی پائے گا۔ اگر یہ نیت بھی کرے کہ حج وعمرہ کا ثواب ملے (جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص وضو کر کے مسجد میں جاوے اس کو حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے) تو اس کو یہ ثواب بھی ملے گا۔ پھر اس پر یہ نیت بھی کرے کہ مسجد میں علم کا افادہ یا استفادہ ہوگا یا امر معروف اور نہی

منکر حاصل ہوگا تو اس ثواب کو بھی ضرور حاصل کر لے گا۔ پھر اگر یہ نیت بھی کرے کہ کوئی دینی بھائی مسجد میں ملے گا اس کی زیارت سے مستفیض ہوں گا تو یہ اور اجر ہو گا۔ اسی طرح اگر نیت تفکر و مراقبہ کی کرے کہ مسجد میں تنہا ہو کر دل کی جمعیت کے ساتھ مراقبہ کروں گا تو یہ اجر بھی پائے گا۔ الغرض جتنی نیتیں کرے گا سب کا ثواب پائے گا کیونکہ حدیث شریف کے الفاظ اِنما لاِمرء مانوٰی کا یہی مطلب ہے کہ جو نیت کرے گا وہ پائے گا۔

۳۔ اسی طرح اگر کسی میت کے ساتھ کوئی شخص نقدی یا غلہ قبر پر لے جائے اور اس کی نیت یہ ہو کہ قبر پر مساکین جمع مل سکتے ہیں۔ نیز عام مساکین جنازے میں شامل ہو جاتے ہیں۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ میت کیلئے جو کچھ دیا جائے گا حق سبحانہ و تعالیٰ اس کا ثواب اس میت کو ضرور پہنچائے گا۔ ہاں اگر اس کی نیت درست نہیں بلکہ محض دکھاوا مقصود ہے تو خواہ گھر کی کوٹھڑی میں بیٹھ کر خیرات کرے گا اس کا کچھ ثواب نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ نیت صحیح نہیں۔ معلوم ہوا کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اگر نیت خدا کیلئے اور ایصال ثواب ہے تو قبر پر لے جانے سے کوئی حرج واقعہ نہیں ہوتا اور اگر نیت میں ریا ہے تو گھر میں بھی کچھ نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسے امور میں نیت صحیح ہو۔ نہ یہ کہ ایسے کام ہی چھوڑ دیں۔

۴۔ اسی طرح میت کے بعد تیسرے یا ساتویں یا دسویں یا چالیسویں دن کھانا پکا کر مساکین کو کھلایا جائے۔ اس میں بھی اگر وارثوں کی نیت یہ ہے کہ ان دنوں میں مساکین جمع ہو جاتے ہیں یا دوسرے خویش و اقارب آ جاتے ہیں تو معیّن کرنے کے سبب کچھ نہ کچھ ادا ہو جاتا ہے نہ معیّن کرنے سے رہ جاتا ہے تو معیّن کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر نیت ہو کہ ان اوقات مخصوصہ میں کھانا کھلانا تو پہنچتا ہے آگے پیچھے کا ثواب نہیں پہنچتا۔ تو یہ نیت غلط ہے۔ اس کی اصلاح کر دینی چاہئے کہ میّت کو جس

روز کچھ ثواب پہنچانا چاہے پہنچتا ہے۔ کھانا ہو یا نقدی یا قرأت قرآن تخصیص ایام کوئی ضروری نہیں۔ اگر کوئی مصلحت ہو تو حرج بھی نہیں۔ معلوم ہوا کہ نیت پر اعمال کا مدار ہے۔ نیت ایصال ثواب ہے تو جس روز دے گا ثواب پہنچے گا۔ تیسرا دن ہو یا ساتواں یا دسواں۔ اگر نیت ریا (دکھاوا) ہے تو سب کچھ بیکار ہے۔

۵۔ اسی طرح اگر میّت کے بعد لوگ بیٹھتے ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں۔ ان کی نیت یہ ہوتی ہے کہ خالی چپ چاپ بیٹھنے سے بجز حقہ کشی اور واہیات فضول باتوں کے اور کوئی بات نہیں ہوتی۔ اگر کلمۂ طیبہ جس کی نسبت حدیث شریف میں افضل الذکر آیا ہے پڑھتے رہیں تو یقیناً موجب برکت ہے۔ پھر اگر بعض روایات کے مطابق ستّر ہزار بار ہو جائے اور میّت کو بخشا جائے تو امیدِ مغفرت ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ بموجب حدیث اِنما لاِمری مانوٰی کلمہ پڑھنے والوں کو ان کی نیت کے مطابق ثواب نہ ملے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جو اس نے نیت کی۔ تو ضرور اجر ملے گا۔ پھر وہ میّت کو بخشیں گے تو ضرور میّت کو بھی پہنچے گا۔

۶۔ اسی طرح مجلس میلاد کا کرنا اور جلوس نکالنا ہے۔ تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شان ظاہر ہو اور اسلام کی عزّت و عظمت و ہیبت مخالفینِ اسلام کے دلوں میں جا گزیں ہو۔ تو اسی حدیث کی رو سے جائز ہے کہ اس کی نیت نیک ہے۔

۷۔ اسی طرح ہر وہ کام جس کی ممانعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہ فرمائی ہو نیک نیت کے ساتھ جائز اور کارِ ثواب ہے۔

۸۔ قرآن شریف جنابت کی حالت میں پڑھنا منع ہے لیکن اگر بہ نیت دعا پڑھے تو درست ہے۔ مثلاً وہ آیات جن میں دعا ہے جنبی کو بہ نیت قرأت قرآن پڑھنا حرام اور بہ نیت دعا جائز۔

۹ء اسی طرح جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا امام اور مقتدی دونوں کیلئے بہ نیت قرأت درست نہیں اور بہ نیت دعا درست ہے۔

الحاصل ہر کام میں نیک نیت ہونا چاہئے۔ حضرت مولانا روم نے مثنوی شریف میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص نے مسجد کے پاس اپنا مکان بنوایا اور مسجد کی طرف ایک دریچہ رکھا۔ اس کے پیر نے پوچھا کہ یہ دریچہ کس لئے رکھا ہے۔ اس نے کہا کہ ہوا کیلئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو یہ نیت کرتا کہ یہ دریچہ محض اس لئے رکھا کہ مسجد سے اذان کی آواز آجائے یا جماعت کے کھڑے ہونے کا علم ہوجایا کرے تو ہوا خودبخود آجایا کرتی اور تجھے اس کا ثواب ہوتا۔

۱۰ء اشعۃ اللمعات میں شیخ عبدالحق محدّث دہلوی فرماتے ہیں کہ احادیث میں آیا ہے کہ جب ملائکہ بندوں کے اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں اللہ فرماتا ہے أَلْقِ تِلْكَ الصَّحِيْفَةَ أَلْقِ تِلْكَ الصَّحِيْفَةَ اس صحیفہ کو ڈال دے، اس صحیفہ کو ڈال دے۔ وہ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ خدایا تیرے اس بندے نے نیک باتیں کیں نیک عمل کئے ہم نے سنا دیکھا اس کے نیکیوں کے دفتر میں لکھا اب اسے کس طرح ڈال دیں۔ حکم ہوگا کہ لم یرد بہٖ وجھي کہ اس بندہ نے اس عمل کے ساتھ میری رضا کا ارادہ نہیں کیا۔ یعنی اس کی نیت اس عمل میں میری رضا نہ تھی۔ اس لئے میرے حضور میں مقبول نہیں۔ اسی طرح ایک دوسرے فرشتے کو حکم ہوگا أکتب لفلان کذا و کذا۔ فلاں بندہ کے اعمال نامہ میں فلاں فلاں نیک عمل لکھ دے۔ فرشتہ عرض کرے گا کہ خدایا اس نے تو یہ کام کیا نہیں تو کیسے لکھ دوں۔ حکم ہوگا کہ اس نے نیت کی تھی۔ اس کا ارادہ کرنے کا تھا مگر اس سے نہ ہوسکا۔ سبحان اللہ دیکھئے نیت نیک کرنے سے بغیر کئے اعمال کا ثواب مل گیا اور بری نیت سے کئے ہوئے اعمال ضائع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اخلاص کی توفیق دے۔

خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت علامہ حکیم ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

اس عجالہ میں اول خصائص مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا نذر ناظرین کرتے ہیں اور چونکہ اس رسالہ کو ہم مخصوص طور پر اہلسنت و جماعت کیلئے مدون کررہے ہیں۔ اس لئے نقل دلیل کو عوام کیلئے غیر ضروری سمجھ کر اُن اولہ کا ماحصل پیش کرتے ہیں۔ اگر کسی مخالف کو یہ خصائص کھٹکے اور اُس نے دلیل طلب کی تو انشاء اللہ اس کے دوسرے نمبر میں یہی خصائص معہ اولہ پیش کر دیئے جائینگے

۱. سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور مبارک تمام مخلوق کی تخلیق سے اول مخلوق ہوا۔
۲. حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب سے پہلے ربوبیت الٰہی کا اقرار کرتے ہوئے بلیٰ فرمایا۔
۳. سید اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام نامی کا طغرا عرش بریں اور آسمان و بہشت میں منقش ہے۔
۴. مالک کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شق صدر چار بار ہوا۔
۵. تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پشت مبارک مہر نبوت سے مزین تھی۔
۶. محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بہت اسماء گرامی رب جل علا وتبارک وتعالیٰ کے ہم نام ہیں۔ جیسے رؤف، رحیم، حریص، عزیز وغیرہ وغیرہ
۷. شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا تمام انبیاء کے نام لے کر اُن کو حکم کیا گیا اور حضور کو سوائے چار مقام کے قرآن کریم میں نام لے کر نہیں بتایا بلکہ خطابات کریمہ سے مخاطبت کی گئی۔ مثل رسول، نبی، طٰہٰ، حٰم، قٓ، نٓ، انسان، عبد، یٰسین، مدثر، مزمّل وغیرہ وغیرہ
۸. مالک محشر حبیب داور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نام لے کر پکارنے کی نیکی ممانعت کی گئی بلکہ

قرآن کریم میں حکم ہوا۔ کہ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ، یا خیر خلق اللہ وغیرہ کہہ کر پکارا کرو۔

(۹) سید الرسل امام الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بجسد عنصری زمین سے سدرۃ المنتہیٰ بلکہ قاب قوسین، او ادنیٰ تک شرف شب معراج حاصل ہوا۔

(۱۰) امام الانبیاء سید الاصفیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیگر انبیاء کرام کی سی معراج روحی ونومی تیئس بار ہوئی۔

(۱۱) شافع امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے باحسن صورت اپنے رب کا مشاہدہ کیا۔

(۱۲) جامع الکلام افصح البیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی آنکھوں سے جنت دوزخ حور قصور غلمان فردوس اعلیٰ عرش کرسی ملاحظہ کیں۔

(۱۳) افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کریم وہ زندہ معجزہ عطا ہوا کہ وقت نزول سے قیامت تک ہر مخالف سے مبارز طلب ہے اور رہے گا اور ڈنکے کی چوٹ پر معلن ہے کہ اس کلام کے مقابلہ کا ایک جملہ تم نہیں لا سکتے۔

(۱۴) قائد عز المحجلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منصب نبوت ختم ہوا اور آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہ رہی۔

(۱۵) حضور سرکار عرب وعجم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس تمام جہان کیلئے رحمت ہو کر آئی۔

(۱۶) حضور سراج منیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام کائنات میں سب کیلئے بشیر و نذیر ہو کر تشریف لائے۔

(۱۷) حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کے بھی نبی ہیں اور تمام نبی حضور کی امت میں ہیں۔

(۱۸) حضور سید اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو صحابہ جہاد میں گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی قسم یاد فرمائی۔

⑲ محبوب دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جان پاک کی قسم اللہ جل علا تبارک وتعالیٰ نے یاد فرمائی۔

⑳ حضور عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تمام عالم مثل کف دست روشن ہے۔

㉑ حضور کے شہروں کی جن میں حضور رونق افروز رہے اللہ جل علا قسم یاد فرماتا ہے۔

㉒ حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر باوجود اس کے کہ اعمال اُمت منکشف ہیں پھر بھی ملائکہ ہر پنج شنبہ کو باضابطہ علیحدہ پیش کرتے ہیں۔

㉓ مالک رقاب اُمم سرور محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات مومنین کی مائیں ہیں۔

㉔ مولاء کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات تمام نساء عالم پر افضل ہیں۔

㉕ محبوب رب اکبر نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بول مبارک میں خوشبو تھی اور براز زمین لقمہ کر جاتی تھی۔

㉖ حضور مختار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملک الموت بھی قبض روح پر بلا اجازت مجاز نہ ہوا۔

㉗ نائب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی لئے بغیر اذان ناتمام رہتی ہے۔

㉘ مرتضیٰ رب مجید صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نماز میں مخاطب کر کے درود پڑھے بغیر نماز مکروہ تحریمہ واجب الاعادہ ہوتی ہے۔

㉙ حضور نائب رب غفور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر نماز پڑھتے کو آواز دیں تو اُسے نماز میں جواب دینا ضروری تھا اور اس کی نماز میں کوئی خلل نہیں آتا تھا۔

㉚ ناظر کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جتنا آگے سے ملاحظہ فرماتے اتنا ہی پس پشت سے ناظر ہیں۔

㉛ حضور نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک کی روشنی سے دوسروں کی نظریں اندھیرے اجالے برابر دیکھنے لگیں۔

㉜ حضور مدنی تاجدار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بڑے سے بڑے قدآوروں میں بلند نظر آتے اور نظر میں موزوں قامت تھے۔

(۳۳) نور مجسم محبوب رب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اطہر کا سایہ نہ تھا۔

(۳۴) شمس الضحیٰ بدرالدجیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم نوری پر مکھی کبھی نہ بیٹھی۔

(۳۵) ولادت کے بعد سے قیام اخیر تک حضور کے جسم مبارک پر دھوپ میں ابر (بادل) کا سایہ رہتا۔

(۳۶) حضور کی ولادت کے وقت روئے زمین کے بت سرنگوں ہوئے۔

(۳۷) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے آتشکدہِ ایران سرد بجھ گیا ہو گیا۔

(۳۸) سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی پہلے اپنے رب کو سجدہ فرمایا۔

(۳۹) حضور رحمۃ للعلمین تاجدار اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اور تمام انبیاء کے بعد وفات زندہ ہونے کی خبر دی۔

(۴۰) شفیع محشر دافع البلاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز قیامت اپنے امتیوں کے پہلے شفیع ہوں گے۔

(۴۱) سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے اول قبر مبارک سے باہر تشریف لائیں گے۔

(۴۲) محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز محشر عرش کی بائیں جانب کھڑے ہوں گے۔

(۴۳) سرور محتشم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بروز حشر مقام محمود عطا ہوگا۔

(۴۴) دستگیر بیکساں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کوئی نبی شفاعت نہ فرما سکیں گے۔

(۴۵) مختار محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن امتیوں کی فریاد سن کر علم شفاعت بلند فرمائیں گے۔

(۴۶) ساقی کوثر مالک بحر و بر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں حوض کوثر ہوگا۔

(۴۷) مختار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سب سے اول اپنے امتیوں کو رب سلم فرما کر پلصراط سے گزاریں گے۔

(۴۸) مالک محشر حبیب داور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز حشر تمام انبیاء کے امام خطیب ہوں گے۔

(۴۹) حضور رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز حشر سب سے اول دیدار الٰہی سے خاص طور پر مشرف ہوں گے۔

حضور ﷺ کے صدقہ میں امت مرحومہ کے خصائص دیگر انبیاء کرام کی امتوں پر

① آپ کی امت کیلئے تمام روئے زمین مسجد و نماز کے قابل بنائی گئی۔ صرف نجاست سے پاکی کا ہونا شرط رہا۔
② آپ کی امت کی آسانی کیلئے پانی پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں تیمم کی اجازت ہوئی۔
③ آپ کی امت کے لیے نجاست سے تین بار دھو لینے پر چیز پاک بتائی گئی۔
④ آپ کی امت پر پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔
⑤ آپ کی امت کو ہی جمعہ عطا ہوا۔
⑥ آپ کی امت کیلئے قبولیت کی گھڑی جمعہ میں مقرر ہوئی۔
⑦ آپ کی امت کو ہی لیلۃ القدر ہزار مہینوں کی راتوں سے افضل رات عطا ہوئی۔
⑧ آپ کی امت کے کو ہی یوم عرفہ اور یوم عاشورہ ملا جس کی بڑی فضیلت ہے۔
⑨ آپ کی امت دلوں میں جو وساوس بد پیدا ہوں وہ معاف کئے گئے۔
⑩ آپ کی امت کو ہی یہ شرف ملا کہ توبہ کے بعد ایسا بے گناہ فرمایا کہ گویا گناہ کیا ہی نہ تھا۔
⑪ آپ کی امت تمام انبیا کی امتوں سے بڑی ہوگی۔
⑫ آپ کی امت تمام انبیاء کی امتوں سے پہلے قبر سے مبعوث (باہر نکلے گی) ہوگی۔
⑬ آپ کی امت تمام انبیاء کی امتوں میں بروز حشر روشن پیشانی اور روشن دست و پا ہوگی۔ (وضو کی برکت سے)
⑭ آپ کی امت کے آگے پُل صراط پر ایک نور ہوگا۔

⑮ آپ کی امت حساب و کتاب سے فارغ ہو کر سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گی۔

⑯ آپ کی امت قیامت کے دن دوسرے انبیاء کی شہادت تبلیغ دے گی۔

⑰ آپ کے امتیوں میں سے چند امتی اٹھ کر حضور کی خدمت میں باب شفاعت وا کرنے کی درخواست کریں۔

⑱ آپ کے امتیوں میں سے حافظ قرآن صالح العمل اپنے اعزہ اقربا کی سات پشت تک کا شافع ہوگا۔

⑲ آپ کی امت کا عالم باعمل اپنی چودہ پشت کی شفاعت کا مجاز بنایا جائے گا۔

⑳ آپ کی امت کی عورتوں کی سردار سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا ہوں گی۔

㉑ آپ کی امت کے نوجوانوں کے سردار سیدنا امام حسن و حسین سید الشہد ا رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

㉒ آپ کے امتی سب انبیاء کے امتیوں میں ممتاز ہوں گے۔

㉓ آپ کی امت کے اولیاء تمام انبیاء کرام کی امتوں کے اولیاء سے افضل ہیں۔

㉔ آپ کے امتی جب تک جنت میں داخل نہ ہولیں جب تک تمام امتوں پر جنت حرام ہے۔

㉕ آپ کی امت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول اور افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔

اس امر کا ثبوت کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختار شریعت ہیں جو چاہیں حرام کریں جو چاہیں حلال فرمائیں

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص کبریٰ میں ایک باب وضع فرماتے ہیں:–"باب اختصاصه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بانه يخص من شاء بما شاء من الاحكام۔"

یعنی باب اس بیان میں کہ خاص نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہی یہ منصب حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔اس میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دس نظائر نقل فرمائیں لیکن ہم اس عجالہ میں کچھ وہ کچھ امام قسطلانی سے لے کر نقل کرتے ہیں:۔

حضور نے چھ مہینہ کا بکری کا بچہ ایک صحابی کو قربانی کیواسطے منظور فرمالیا

بخاری ومسلم میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہے۔ان کے ماموں حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کی چونکہ مسئلہ شرعی یہ ہے کہ قبل از نماز قربانی نا کافی ہے دربار رسالت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ حضور میں قبل از نماز قربانی کر چکا اب میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے فرمایا: اجعله مكانه و لن تجزى عن احد بعدك اس کی جگہ اسے قربانی کر دو اور تمہارے بعد ہرگز اتنی عمر کی قربانی کسی کی طرف سے کافی نہیں صاحب ارشاد الساری شارح بخاری اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:۔

خصوصية له لاتكون لغيره اذ كان له صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان يخص من شاء من الاحكام نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ خصوصیت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو بخشی۔اس میں دوسرے کا حصہ نہیں۔اس لئے کہ وہ ہستی مقدس مختار تھی کہ جسے چاہے جس حکم سے چاہے خاص فرمادے۔

پھر دوبارہ ایک صحابی کو چھے ماہی بکری قربانی کرنے کی اجازت فرمائی

بخاری ومسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ کو قربانی کیلئے جانور عطا فرمائے ان کے حصہ میں ششماہہ بکری آئی انہوں نے عرض کی ارشاد ہوا ضَحِ بِهَا تو اسی کو قربانی کر دے۔سنن بیہقی میں بسند صحیح

اس حدیث کے آگے اتنا اور زائد ہے۔ ولا رخصة فيها لاحد بعدك اور تمہارے بعد کسی کو ششماہہ بکری کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

ہزار ہزار رحمتیں شیخ محقق علامہ مدقق سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں:- احکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برقول صحیح۔

ایک صحابیہ کو عدت چار ماہ دس یوم معاف فرما کر تین دن کا سوگ کر لینے کے بعد اجازت نکاح دیدی

طبقات ابن سعد میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ان کے شوہر اول حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: تسکبی ثلثا ثم اصعی ماشئتِ۔ تم تین دن سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو۔ حالانکہ وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا آیۂ قرآنی ہے۔ جو چار مہینہ دس روز عدت بتارہی ہے۔ مگر وہاں حضرت اسماء کو حضور نے تین دن کے بعد عام اجازت فرما دی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ایک صحابی رمضان شریف میں روزہ توڑ کر حضور کی پناہ لیتے ہیں۔ دربار بیکس پناہ سے خرمے لیجاتے ہیں اور روزہ کے کفارہ سے بری ہوتے ہیں

صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ کہ ایک شخص بارگاہ بیکس پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا۔ ارشاد ہوا کیا بات ہے عرض کی میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے نزدیکی کرلی۔ ارشاد ہوا۔ غلام آزاد کر سکتا ہے۔ عرض کی اس کی طاقت نہیں۔ فرمایا ساٹھ (٦٠) مسکینوں

کو کھانا کھلا سکتا ہے عرض کی نہیں۔ اتنے میں خرمے خدمت اقدس میں لائے گئے۔ حضور دافع البلاء ماحی الذنوب والخطاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ خرمے انہیں عطا فرمائے اور حکم دیا کہ جا انہیں خیرات کر دے عرض کی کیا اپنے سے زیادہ محتاج پر ارشاد ہوا ہاں عرض کی مدینہ بھر میں کوئی میرے گھر سے زیادہ محتاج نہیں۔ فضحك النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی بدت نواجذه وقال اذهب فاطعمه اهلك مختار شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سُن کر ہنسے حتیٰ کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور فرمایا جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

برادران اسلام! ایسا کفارہ کسی نے بھی کہیں سنا ہے۔ جرم کریں اور خرمے لے کر اپنے گھر جائیں اور کفارہ سے بری ہو جائیں۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یا اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

سبحان اللہ یہ اُس بے کس پناہ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ رحمت کا خاصا ہے کہ سزا انعام سے بدل جائے۔ درحقیقت یہی وہ ذاتِ اقدس ہے جسے فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ کی خلافت کبریٰ حاصل ہے۔ ان کی ایک نگاہ کرم کبائر کو حسنات کر دیتی ہے۔ جب ہی تو محب محبوب سکون قلوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جل جلالہٗ) اُن کی شان ارفع میں فرما رہا ہے وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ جب گنہگار اے محبوب تیرے دربار میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور تو شفاعت فرمائے۔ تو وہ گنہگار خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

صلی اللّٰہ علیك یاحبیب اللّٰہ فداہ ابی و امی علیك۔ یاخیر خلق اللّٰہ

یہ حدیث بطریق عدیدہ ثابت ہے چنانچہ یہی مضمون صحیح مسلم شریف میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے اور یہی مضمون مسند بزار اور معجم اوسط طبرانی میں

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے اور یہی مضمون دار قطنی میں سیدی مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہ سے ہے۔ لفظوں میں کچھ فرق ہے۔ جیسے شیر خدا کرم اللہ وجہ کی حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا: كله انت دعيالك فقد كفر الله عنك۔ تو اور تیرے اہل وعیال یہ خرمے کھالیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے کفارہ ادا فرمادیا۔

سنن ابو داؤد میں امام ابن شہاب زہری تابعی سے ہے۔ انما كان هٰذه رخصةً له خاصة یہ خاص اس شخص کو رخصت دی گئی تھی امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے خصائص کبریٰ میں نقل کیا

سب جانتے ہیں کہ ریشم مرد پر حرام ہے۔ مگر حضور مختار شریعت ﷺ نے دو شخصوں کو ریشم پہننے کی اجازت دی

صحاح ستہ میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ان النبی ﷺ رخص بعبد الرحمٰن بن عوف الزبير فى لُبس الحرير لحكة كانت لهما حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہما کے بدن میں خشک خارش تھی۔ حضور ﷺ نے انہیں ریشم پہننے کی اجازت دی۔ یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ یہ اجازت بعارضہ خارش تھی اور عارضہ میں دوسرے کو بھی جائز ہوسکتا ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ حرام چیز کو امراض میں استعمال کرنا ممنوع فرمایا ہے۔ لاشفاء فی المحرمات حرام چیز میں شفا ہی نہیں لہٰذا جب لبس حریر حرام ہے تو حرام میں شفا کہاں لیکن یہ اجازت بر بنائے شفقت خاص تھی۔

جنبی اور حائضہ عورت کو مسجد میں جانا ممنوع ہے لیکن ازواج مطہرات اور سیدہ زہرا و مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم کو حضور نے اس حکم سے مستثنیٰ فرمادیا

یہ حدیث معجم کبیر طبرانی اور سنن بیہقی اور تاریخ ابن عساکر میں ام المومنین ام

سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے طبرانی میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الا ان هذا المسجد لايحل بجنبٍ وَلا بحائض الا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وازواجه و فاطمة بنت محمد و عليٍ الا بنيت لكم ان تصلّوا سنو یہ مسجد کسی جنبی کو حلال ہے نہ کسی حائضہ کو مگر یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور کی ازواج مطہرات وحضرت سیدہ بتول زہرا اور مولیٰ علی کو (صلی اللہ علی الحبیب وعلیہم وسلم) سن لو میں نے تم سے صاف بیان فرمادیا کہ کہیں بہک نہ جاؤ تشریح جنبی اس شخص کو کہتے ہیں جس پر غسل فرض ہو جائے اور حائضہ اُس عورت کو کہتے ہیں جو عارضہ ماہانہ میں مبتلا ہو یعنی جسے ماہواری خون آرہا ہو۔

سونے کا ہر زیور مرد پر حرام ہے مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت براء کو سونے کی انگوٹھی پہنا دی

مسند امام احمد میں ہے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے۔ یہاں تک کہ ایک سونے کی انگوٹھی باقی رہ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت براء کو بلا کر پہنا دی اور فرمایا خذ البس ماكساك الله و رسوله لے اور پہن جو اللہ ورسول تجھے پہناتے ہیں۔

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو حضور نے کنگن پہننے کی پیشگوئی کی اور بموجب پیشگوئی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وہ کنگن سراقہ کو پہنائے

دلائل النبوت بیہقی میں بطریق حسن مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ كيف بك اذ البست سوادی کسریٰ وہ وقت تیرا کیسا وقت ہوگا جب تجھے کسریٰ بادشاہ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ جب بموجب پیشگوئی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عہد فاروقی میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن،

کمر بند، تاج خدمت فاروقی میں حاضر کئے گئے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وہ کنگن حضرت سراقہ کو پہنائے اور فرمایا ہاتھ اٹھا کر کہو الله اکبر الحمد لله الذی سلبهما کسری بن هرمز والسبهما سراقة الاعرابی اللہ بہت بڑا ہے۔ سب خوبیاں اللہ کو جس نے یہ کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ دہقانی کو پہنائے۔ اللہ اکبر آمر شریعت کے فرمان سے حرام کو حلال خلفاء راشدین سمجھ لیتے ہیں اور اُس کی تعمیل کرتے ہیں اگرچہ آج کل کے بے دین اُس ہستی مقدس کو مختار شریعت ماننے میں متامل ہیں اور ماننے والوں پر معترض اللہ ہدایت دے۔

حدیث مشہور سے ثابت ہے کہ بعد عصر نوافل ناجائز ہیں لیکن حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اجازت تھی

حافظ سیوطی الموذج اللبیب میں فرماتے ہیں۔ اور زرقانی شرح مواہب میں بھی مذکور ہے کہ حضرت ابن عباس و عبدالرحمٰن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بعد سلام عرض کرایا۔ کہ ہم نے سنا ہے حضور بعد عصر دو رکعتیں پڑھتی ہیں حالانکہ حضور نے منع فرمایا ہے علماء فرماتے ہیں۔ یہ خصوصیت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تھی اوروں کیلئے جائز نہیں۔

ایک شخص اس شرط پر اسلام قبول کرتے ہیں۔ کہ دو نماز سے زائد نہ پڑھیں گے۔ حضور اسے منظور فرما کر انہیں مسلمان بناتے ہیں

مسند امام احمد میں بسند ثقات رجال مسلم مروی ہے۔ انه اتی النبی ﷺ علیٰ نه لا یصلی الا صلاتین فقبل ذالك عند۔ ایک صاحب خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس شرط پر اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قبول فرمالیا۔ وللہ الحمد۔

الامام الاعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حیات وخدمات

پروفیسر حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی

فقہ اسلامی کی سب سے پہلے تدوین اور ابواب بندی کا اعزاز حاصل کرنے والے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۸۰ھ میں عراق کے مشہور شہر کوفہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام نعمان ولدیت ثابت، کنیت ابوحنیفہ اور امام اعظم، فقیہ افخم، سراج الائمہ، کاشف الغمہ القاب ہیں۔ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے:

نہ کیوں کریں ناز اہل سنت، کہ تم سے چمکا نصیب اُمت
سراجِ اُمت ملا جو تم سا امام اعظم ابوحنیفہ

تعلیم وتربیت:

ابتداء میں امام صاحب کا رجحان علم کلام کی طرف تھا، لیکن پھر حدیث وفقہ کی طرف دھیان دیا تو حق ادا کر دیا۔ آپ کے حدیث شریف کے وہ مشائخ جن سے آپ روایت کرتے ہیں، کی تعداد علامہ موفق نے چار ہزار بیان کی ہے۔ فقہ میں آپ کے استاذ امام حماد بن ابی سلیمان تھے، جن سے ساری زندگی آپ وابستہ رہے اور وفات کے بعد ان کی مسند پر جلوہ افروز ہوکر تدریس فرماتے رہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زیارت:

امام اعظم ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کو صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، جس کی بدولت آپ تابعی بن گئے اور یہ فضیلت وہ ہے جو دیگر آئمہ کو حاصل نہیں۔ امام ابن حجر مکی اور دیگر محدثین نے تقریباً بیس صحابہ کے اسمائے گرامی تحریر کئے ہیں جن کی زیارت سے امام اعظم مشرف ہوئے۔

تدریس:

امام اعظم ابوحنیفہ نے تاعمر تدریس فرمائی۔آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے،جن میں سے چالیس درجۂ اجتہاد پر فائز تھے۔ان میں سے بھی حضرت امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن شیبانی، امام حسن بن زیاد، امام زفر اور امام داؤد طائی خصوصیت کے ساتھ لائق ذکر ہیں۔ ؎

تمہارے آگے تمام عالم نہ کیوں کرے زانوئے ادب خم
کہ پیشوایان دیں نے مانا امام اعظم ابو حنیفہ

علم حدیث میں مہارت:

بعض حاسدین امام اعظم ابوحنیفہ کی حدیث میں مہارت کا انکار کرتے ہیں اور دلیل میں ابن خلدون کا قول پیش کرتے ہیں، جس کا جواب یہ ہے کہ ابن خلدون نے یا تو لکھا تھا ''سبع عشر مسانید'' یعنی امام اعظم سترہ سو احادیث آپ سے مروی ہیں یا یہ لکھا تھا کہ امام اعظم سے مروی احادیث آپ سے مروی ہیں لیکن قلمی نسخوں میں تحریف کرکے ''مائۃ'' کا لفظ حذف کر دیا گیا۔ یہ یوں بھی قرین قیاس ہے کہ امام اعظم تو وہ جلیل القدر محدث ہیں جن کا ذکر امام ذہبی نے حفاظ محدثین میں کیا ہے، جن کی ایک واسطے سے روایت کردہ احادیث کی تعداد امام ابن حجر مکی اور امام سیوطی نے سات بیان کی ہے، جب کہ دو واسطوں سے روایت کردہ احادیث کی تعداد دو ہزار کے قریب ہے جبکہ تین راویوں سے روایت کردہ احادیث یعنی ''ثلاثیات امام اعظم'' کی تعداد چار ہزار ہے۔ یاد رہے پوری صحیح بخاری میں ثلاثیات کی تعداد صرف بائیس ہے۔ان میں سے بھی گیارہ احادیث امام بخاری نے امام مکی بن ابراہیم سے روایت کی ہیں اور امام مکی بن ابراہیم امام اعظم کے شاگرد اور مذہباً حنفی ہیں۔

اخلاق وعادات:

امام اعظم جہاں علم فقہ وحدیث میں ایک دریائے ذخار تھے، وہیں حسن اخلاق اور طہارت کردار کے لحاظ سے بھی عظیم وجلیل رتبہ پر فائز تھے۔ آپ نہایت متواضع، ہمدرد، منکسر المزاج، شفیق وغمگسار، دیانت دار اور پرہیز گار تھے۔ کپڑے کی تجارت کا لاکھوں روپے کا کاروبار تھا، لیکن مجال ہے کہ ذرا سی بھی کوئی زیادتی ہو۔ ایک دفعہ خادم نے گاہک کو نقص بتائے بغیر کپڑا جو تیس ہزار درہم قیمت کا تھا، فروخت کر دیا۔ امام صاحب کو علم ہوا تو بہت افسوس کیا اور تمام رقم خیرات کر دی۔

ذوقِ عبادت:

آپ کا دن علم دین کی تدریس میں گزرتا اور راتیں ذکر الٰہی اور آہ نیم شبی سے آباد رہتیں۔ تیس سال تک ہر رات کو ایک رکعت میں قرآن حکیم ختم فرمایا۔ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔ رمضان المبارک میں باسٹھ قرآن پاک ختم فرمائے۔ راتوں کو قیام کی حالت میں اس قدر روتے کہ چٹائی پر آنسوؤں کی ٹپ ٹپ صاف سنائی دیتی۔

بارگاہِ رسالت میں حاضری:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر کس قدر کرم فرماتے تھے۔ اس کا اندازہ تذکرۃ الاولیاء میں بیان کردہ اس واقعہ سے ہوگا کہ جب آپ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو بارگاہ نبوی میں یوں سلام عرض کیا: الصلوٰۃ والسلام علیك یا سید المرسلین

تو روضۂ اطہر سے جواب آیا: وعلیك السلام یا امام المسلمین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق ومحبت اور آپ سے استغاثہ واستعانت پر مشتمل آپ کا ''قصیدہ النعمان'' مشہور ومعروف ہے جس کے درج ذیل اشعار نہایت ایمان افروز وروح پرور ہیں:

یاسید السادات جئتک قاصدا	ارجو رضاک و احتمی بحماک
یارسول اللہ بندہ حاضر دربار ہے	آپ کی خوشنودی وحفظ واماں درکار ہے
انا طامع بالجود منک و لم یکن	لابی حنیفۃ فی الانام سواک
میں حریص بخشش حضرت کیوں نہ ہوں جب نہیں	بوحنیفہ کا کوئی یاور محمد کے سوا

سرکار دوعالم کا امام اعظم پر کرم:

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب شریف میں اپنے ایک خواب کا ذکر فرمایا ہے جو آپ نے شام میں حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پُرانوار پر دیکھا تھا۔ صفحات کی تنگ دامانی کی وجہ سے اختصار کے ساتھ خواب تحریر کیا جارہا ہے۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد الحرام کے باب بنی شیبہ سے داخل ہورہے ہیں۔ آپ نے ایک معمر شخص کو بچوں کی طرح پہلو میں لیا ہوا ہے۔ دیکھتے ہی عقیدت کے جوش میں دوڑا، تاکہ سرکار کی قدم بوسی کرسکوں۔ مجھے خیال آیا کہ یہ خوش قسمت کون ہے؟ جسے سرکار نے اپنے سینہ مبارک سے لگایا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے قلبی خیال کو جان گئے؟ اور فرمایا:

''یہ تیرا اور تیرے ملک والوں کا امام ابوحنیفہ ہے''

وصال باکمال:

لوگوں میں آپ کی مقبولیت سے خائف ہوکر خلیفہ ابوجعفر منصور نے آپ کو قاضی القضاۃ کا منصب پیش کیا۔ مقصد تھا کہ خلیفہ کے ہر جائز و ناجائز فیصلہ پر آپ کی مہر لگ جائے۔ آپ نے سختی سے انکار کیا، جس کی پاداش میں آپ کو جیل میں قید کروادیا۔ یہاں آپ پر تشدد کیا گیا اور زہر دینے کی کوشش بھی کی گئی۔ بعمر اَسّی سال قید خانہ میں ہی یکم شعبان ۱۵۰ھ کو نماز کی حالت میں سجدہ کے دوران آپ نے

انتقال فرمایا۔(انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

آپ کا جنازہ ہزاروں افراد نے پڑھا۔آخری مرتبہ جنازے کی امامت آپ کے صاجزادے حماد نے کروائی۔

مزار پُر انوار:

بغداد شریف میں اعظمیہ کے علاقہ میں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے یہی وہ مزار اقدس ہے جہاں امام شافعی علیہ الرحمہ حاجت روائی کے لیے حاضری دیتے تھے۔آپ کا مشہور قول ہے جسے الخیرات الحسان میں امام ابن حجر مکی نے نقل کیا ہے کہ ''میں ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور آپ کی قبر کے پاس جاتا ہوں اور جب مجھے کوئی ضرورت پیش آتی ہے، میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور آپ کی قبر کے پاس جا کر اللہ سے دعا کرتا ہوں، بہت جلد میری وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ امام اعظم کی قبر انور پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ہمیں بھی آپ کے درِ اقدس کی حاضری عطا فرمائے،آمین

محدث اعظم کی امام اعظم سے عقیدت ومحبت:

محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم سے بے حد عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔پاکستان میں سب سے پہلے عرس امام اعظم کا اجراء آپ ہی نے فرمایا تھا، پھر آپ کے اور امام اعظم کے یوم وصال میں ایک دن کا فرق ہے۔لہٰذا عرس امام اعظم ومحدث اعظم ہر سال ۲۹۔۳۰ رجب کو گلستان محدث اعظم فیصل آباد میں منعقد ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو جوق در جوق شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

مولانا شاہ محمد رضا بریلوی

[برادر و تلمیذ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہما الرحمہ]

محمد افروز قادری چریاکوٹی

خانوادۂ امام احمد رضا محدث بریلوی کئی صدیوں سے علم و کمال کی حقیقی خدمات انجام دیتا چلا آرہا ہے۔ اس گھرانے کی علمی و فکری فتوحات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ آبا وٴ اجداد سے لے کر اولاد و اَحفاد تک مسلسل علم و فکر کی آبیاری ہوتی دکھائی دیتی ہے اور معتقدات و نظریاتِ اہل سنت کو مہر نیم روز کی طرح واضح و شفاف کر دکھانے میں اس خاندان کے نوابغ رجال نے جو سعی مسلسل اور جہادِ پیہم کیے ہیں، وہ بلاشبہہ بہت وقیع اور آب زرّیں سے رقم کرنے کے لائق ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے جد امجد امام العلماء مولانا رضا علی خان، والد ماجد رئیس الاتقیاء مولانا نقی علی خان اور عظیم بیٹوں کے ساتھ آپ کے گمنام بھائی مولانا شاہ محمد رضا فاضل بریلوی بھی کشت علم و کمال کی آبیاری میں اپنا قائدانہ کردار اَدا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس طرح اس خانوادے کی ساری شاخیں ہمیں پھل دار اور رشکِ باغ و بہار دکھائی دیتی ہیں۔

حضرت مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ کی شخصیت علم و اَدب کے حوالے سے کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ اپنے عہد کے ایک ممتاز عالم ربانی، بالغ نظر مفتی، خدا رسیدہ ولی، دور اندیش مفکر اور صاحب طرز ادیب تھے۔ جس طرح آپ نے اپنے والد گرامی کے موروثی علمی خصائص و کمالات کے دائرے کو اپنی خداداد صلاحیتوں سے وسیع سے وسیع تر کیا، اسی طرح آپ کے تینوں صاحب زادگان (اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا، استاذ زمن علامہ حسن رضا اور مولانا محمد رضا بریلوی) نے بھی آپ کی وراثت علمی کو آگے بڑھانے میں اپنا سعادت مندانہ کردار اَدا کیا، اس طرح آج

ہندو پاک ہی نہیں بلکہ دنیا جہان میں اس علمی خاندان کے ہونہار سپوتوں کی وقیع خدمات کی گونج سنائی دے رہی ہے۔ سردست آپ کے فرزند اصغر مولانا شاہ محمد رضا بریلوی کی شخصیت کے حوالے سے یہاں چند باتیں سپردِ قرطاس کی جاتی ہیں۔

آپ مولانا نقی علی خان کے سب سے چھوٹے فرزند ارجمند تھے۔ بریلی کے ایک ایسے علمی خانوادہ میں آنکھ کھولی، جہاں کشت علم وفن سینچی جاتی تھی اور جہاں فضل وکمال کے سکے ڈھالے جاتے تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ کم سنی کے عالم میں والد ماجد داغِ مفارقت دے گئے اور آپ فیض وکرم پدری سے محروم، حالت یتیمی میں پروان چڑھے۔ (۱) جب شعور کی آنکھیں کھلیں تو برادر بزرگ کی فیض بخش درس گاہ اور شخصیت ساز تربیت گاہ سے وابستہ ہو گئے اور وہاں سے فردِ فرید اور جوہر کامل بن کر اُٹھے۔

مشفق بھائی کی بہترین تعلیم وتربیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ایک بالغ نظر فاضل اور پختہ فکر عالم بن کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ بلندیِ فکر اور گرمی طبع میں آپ اپنی نظیر تھے۔ علومِ معقول ومنقول خصوصاً علم الفرائض میں آپ مہارتِ تامہ اور ید طولیٰ رکھتے تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ دارالافتاء بریلی کا جب دیار وامصار میں شہرہ ہوا اور کثرت سے اِستفتے آنے شروع ہو گئے تو فرائض ومیراث سے متعلق مسائل کے فتاوے مولانا محمد رضا خان ہی لکھا کرتے تھے۔ (۲)

غلام علی خان ساکن خواجہ قطب بریلی کی صاحب زادی سکینہ بیگم کے ساتھ آپ کا عقد مناکحت ہوا۔ بڑی خوشگوار اور دینی زندگی فیض ازل سے ارزانی ہوئی تھی۔ عین شباب کے عالم میں وفات کر جانے کے باعث صرف ایک صاحب زادی فاطمہ بیگم آپ نے اپنے پیچھے یادگار چھوڑا جو آپ کے چہیتے بھتیجے اور اعلیٰ حضرت کے نورِ دیدہ مولانا محمد مصطفےٰ رضا خان سے منسوب ہوئیں۔ اس طرح آپ مفتی اعظم

ہند علیہ الرحمہ کے عم محترم بھی تھے اور خسر معظم بھی۔ ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری لکھتے ہیں:

حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خان صاحب کی شادی چھوٹے چچا جناب مولانا محمد رضا خان صاحب کی اکلوتی صاحب زادی سے ہوئی؛ اسی لیے مولانا محمد رضا خاں صاحب عرف ننھے میاں نے ان کو اپنی اولاد کی طرح رکھا اور شادی کے بعد ان کا رہنا سہنا سب چچا جان کے مکان پر رہا اور اس وقت تک وہیں قیام فرما ہیں۔(۳)

آپ کی اس یادگار بیٹی سے سات بیٹیاں اور ایک صاحب زادے انوار رضا خان ۶/ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۰ھ میں تولد ہوئے؛ مگر ابھی زندگی کی دو بہاریں بھی ٹھیک سے نہ دیکھ پائے تھے کہ قاصد اجل آپہنچا اور ۹/محرم الحرام ۱۳۵۲ھ کو راہی ملک بقا ہو گئے، اپنے پردادا مولانا نقی علی خان کے پائنتی میں مدفون ہیں۔

آپ علم و فضل میں ممتاز ہونے کے ساتھ خانگی معملات اور حسن انتظامات میں بھی یکتائے دہر تھے۔ جب برادر بزرگ اعلیٰ حضرت کو آپ نے علمی مشاغل میں سر تا پا غرق اور فقہ و فتاوی میں ہمہ تن مصروف دیکھا تو ان کی خانگی اور جاگیری ذمہ داریوں کو اپنے ذمہ کرم پر لے لیا۔ اس طرح آپ قوتِ بازوے اعلیٰ حضرت بن کر اپنی جاگیر کے علاوہ امام احمد رضا کی جاگیر کا انتظام و انصرام بھی کرنے لگے اور اعلیٰ حضرت کو بس خدمت دین اور فروغِ علم مبین کے لیے آزاد کر دیا۔ اعلیٰ حضرت بھی جملہ امور میں آپ پر کلی اعتماد فرماتے تھے۔

خانگی معاملات سے نبرد آزما ہونے کے ساتھ آپ کی دینی دلچسپیاں بھی برقرار ہیں اور آپ نے اپنے علمی و تحقیقی کاموں میں کبھی کوئی کمی نہ آنے دی۔ ترکہ و وراثت کے پر پیچ فتاوی تحریر کرنے کے علاوہ آپ برادر معظم اعلیٰ حضرت کے مسودات پر

نظر ثانی کرتے، ان کی تصنیفات کو ژرف نگاہی سے ملاحظہ کر کے پریس کے حوالے کرتے اور پھر حسب ضرورت ان کی تصدیق وتائید بھی کر دیتے تھے۔ چنانچہ امام احمد رضا محدثِ بریلوی کے کثیر رسائل و کتب پر آپ کی تائیدی وتصدیقی مہریں اس کا بین ثبوت ہیں۔

آپ کو بہت قریب سے دیکھنے والوں کو بیان ہے کہ مصروف ترین زندگی گزارنے کے باوجود کبھی آپ سے کوئی نماز ترک نہ ہوئی اور سن شعور سے لے کر عمر بھر آپ نے نماز جماعت سے ادا فرمائی، نتیجتاً اس دنیا کو خیر آباد کہتے وقت آپ پر کوئی نماز روزہ قضا نہیں تھا۔ اہل علم کے لیے اس میں بھر پور عبرت اور بڑا سبق پوشیدہ ہے۔

افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی اور حیاتِ مستعار نے آپ کو بہت زیادہ مہلت نہ دی؛ ورنہ آپ اپنے علم و کمال کے عہد شباب میں یقیناً کسی رومی درازیِ زمانہ سے کم نہ ہوتے۔ عین عالم شباب میں آپ کا پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا اور جمعرات ۲۱/شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ، مطابق ۵/اکتوبر ۱۹۳۹ء آپ کی روح کالبدِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ اپنے آبائی قبرستان میں جانب شرق لب سڑک دفن کیے گئے جس پر مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خان نے مقبرہ تعمیر کرایا تھا۔ (۴)

جناب مولانا شاہ امجد رضا صاحب قادری نوری بریلوی نے آپ کے سانحہ ارتحال پُر ملال کی روداد کو مایۂ ناز اخبار الفقیہ امرتسر میں بہت تفصیل سے بیان کیا ہے، جسے یہاں من وعن نقل کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا:

موتُ العالِم موتُ العالم

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

برادرِ عزیز سلام مسنون۔ نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دیتا ہوں کہ

میرے برادر معظم حضرت جناب مولانا مولوی شاہ محمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برادر خرد اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ مولانا مولوی مفتی حاجی حافظ قاری شاہ احمد رضا خان صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور چھوٹے حقیقی چچا اور خسر حضرت جناب مولانا مولوی شاہ محمد مصطفےٰ رضا خان صاحب قادری فرزند دوم اعلیٰ قبلہ رضی اللہ عنہ نے تقریباً ایک سال علیل رہ کر ۲۱؍شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ یوم پنج شنبہ کو رات کے دس بجے نماز عشا نماز اَدا کر کے اِنتقال کیا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

رات ہی رات میں حضرت مرحوم کے حادثہ الیمہ کی خبر سارے شہر میں پھیل گئی۔ صبح سے جوق در جوق مسلمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ تین بجے حضرت مرحوم کے مستقر سے جنازہ کمالِ احترام سے اٹھایا گیا، مسلمانوں کا اس قدر ازدحام تھا کہ کاندھا دینے والوں کو پلنگ تک پہنچنا دشوار تھا۔ جنازہ کے آگے آگے مشہور نعت خواں حضرات اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کی مشہور نعت 'کروڑوں درود' اور مقبول غزل 'وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں' اپنے موثر و دلکش لحن سے پڑھتے ہوئے چلتے تھے۔ حضرت مرحوم کے خاندانی قبرستان تک جہاں اپنے والدین کریمین کے پاس آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

نماز جنازہ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالعزیز خاں صاحب محدث نے پڑھائی۔ حضرت صدرالافاضل جناب مولانا الحاج حکیم سید شاہ محمد نعیم الدین قادری مرادآبادی، حضرت جناب مولانا امجد علی صاحب قادری رضوی، حضرت جناب مولانا عبدالعزیز خان صاحب محدث، حضرت جناب مولانا محمد احسان الحق صاحب نعیمی بہرائچی، حضرت جناب مولانا سردار احمد صاحب قادری، حضرت جناب مولانا احمد یار خاں صاحب ایسے فضلاے عظام و علمائے کرام نے اذانیں پڑھیں۔ مجمع میں ہر

درجہ کے مسلمان موجود تھے۔ حضرت جناب مولانا ابرار حسن صاحب اور حضرت جناب مولانا مولوی مفتی نواب مرزا صاحب قادری رضوی غرضیکہ حضرات علمائے اعلام کا بڑا شاندار مجمع تھا۔

حضرت موصوف کے تقدس وفضائل کے اندازہ کے لیے غالباً اتنا لکھنا کافی ہو گا کہ سن شعور سے عمر بھر نماز جماعت سے اَدا فرمائی اور اس دنیا کو خیر آباد کہتے وقت آپ پر کوئی نماز روزہ قضا نہیں۔ حضرت مولانا مرحوم کے انتقال کا جو صدمہ سارے خاندان کو ہوا ہے وہ لا بیان ہے۔ اب بزرگوں میں کوئی باقی نہیں رہا۔ مولا عز وجل حضرت مرحوم کے ورثا اور تمام اعزائے عظام کو صبر جمیل عطا فرمائے، جن سے مجھے پوری دلی ہمدردی ہے۔

اس وفات حسرت آیات کی خبر کو درج اخبار کرنے کے بعد ایڈیٹر حکیم معراج الدین نے اس پر خصوصی تعزیتی نوٹ یوں تحریر کیا:

الفقیہ: ہمیں جناب قبلہ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات سے جو رنج والم ہوا ہے وہ تحریر سے باہر ہے۔ افسوس ہے کہ دنیا ذواتِ قدسیہ سے خالی ہو رہی ہے۔ میں حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فاضل و یکتائے روزگار عالم باعمل داماد بھتیجے حضرت مولانا مولوی شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان قبلہ قادری مدظلہ سے اس ناقابل تلافی صدمہ عظیم میں دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت پڑھتا ہوں اور اپنے غفورُ رحیم خدا سے ملتجی ہوں کہ وہ آپ کو حادثہ الیمہ میں صبر وشکر کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت مرحوم کو جنات عالیات کرامت فرمائے۔ (۵)

حوالہ جات

(۱) ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے حیاتِ اعلیٰ حضرت میں مولانا نقی علی خان کے تلامذو مستفیدین کی جوفہرست دی ہے اس میں مولانا محمد رضا خان کو بھی شمار کیا ہے۔ حالانکہ والد ماجد کے وصال کے وقت آپ مشکل سے کوئی چار سال کے رہے ہوں گے۔ ہاں! یہ ہوسکتا ہے کہ مولانا نقی علی خان نے آپ کی رسم بسم اللہ کرائی ہو تو اس اعتبار سے آپ کو ان میں تلامذہ میں شامل مان لیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲) مولانا نقی علی خان حیات اور علمی واَدبی کارنامے، از ڈاکٹر محمد حسن: ۵۹۔

(۳) حیاتِ اعلیٰ حضرت مطبوعہ مکتبہ رضویہ فیروز شاہ اسٹریٹ، آرام باغ کراچی۔

(۴) مولانا نقی علی خان حیات اور علمی واَدبی کارنامے ۵۹۔

(۵) اخبار الفقیہ امرتسر: ص: ۴۔ کالم ۱۔ ۳۔ بابت ۱۴/ اکتوبر ۱۹۳۹ء۔ بحوالہ ''وفیات الفقیہ معروف بہ تذکرۂ مشاہیر الفقیہ مرتبہ محمد افروز قادری چریاکوٹی

شیخ الدلائل حضرت مولانا شاہ عبدالحق الٰہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

خلیل احمد رانا

شیخ الدلائل حضرت مولانا عبدالحق بن شاہ محمد بن یار محمد، صدیقی النسب اپنے وطن نیوان ضلع الٰہ آباد (یو، پی۔ ہندوستان) میں پیدا ہوئے، مولانا تراب علی لکھنوی وغیرہ سے درسیات پڑھی، علم حدیث شیخ عبدالغنی دہلوی مہاجر مدنی، اور مولانا قطب الدین دہلوی مہاجر مکی سے پڑھا، حضرت مولانا عبداللہ گورکھپوری سے بیعت کی، ۱۲۸۳ھ میں مکہ مکرمہ کا سفر کیا، پچاس برس تک آپ کا دریائے علم مکہ مکرمہ میں موجیں مارتا رہا، آپ شیخ الدلائل کے لقب سے مشہور تھے۔

(مولانا محمود احمد قادری، تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور ۱۳۹۱ھ، ص ۱۷۸)

(شیخ عبداللہ مرداد، مختصر نشر النور والزھر فی تراجم افاضل مکہ، مطبوعہ جدہ ۱۹۸۶ء، ص ۲۳۳)

آپ بہت بڑے ولی اللہ، عالم باعمل، متقی، شب زندہ دار اور عبادت گزار بزرگ تھے، اہل مکہ مکرمہ آپ کو ''قطب مکہ'' کہا کرتے تھے۔

(پروفیسر محمد طاہر فاروقی، سیرت امیر ملت، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۴ھ، ص ۶۱)

پندرہ سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی، تراویح کی نماز حطیم کعبہ میں پڑھا کرتے تھے، اور بیس رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔

(قاضی زاہد الحسینی، تذکرۃ المفسرین، مطبوعہ اٹک، ۱۴۰۱ھ، ص ۱۹۰)

شیخ الدلائل کے شاگرد مسجد الحرام کے امام خطیب، شیخ الخطباء، فقیہ، مؤرخ،

جسٹس شیخ ابوالخیر عبداللہ ابوالخیر مِرداد مکی شہید (متوفی ۱۳۴۳ھ) نے آپ کا تعارف ان الفاظ میں لکھا:

عبدالحق الهندی اله آبادی بن شاه محمد الحنفی نزیل البلد الحرام شیخنا الامام الجلیل المحدث المفسر الجامع بین العلم والعمل الملازم للتقوی۔

(شیخ عبداللہ مرداد، مختصر نشر النور والزہر فی تراجم افاضل مکہ، مطبوعہ جدہ ۱۹۸۶ء، ص ۲۳۴)

آپ کے دوسرے شاگرد علامہ، حافظ، محدث، مسند عصر و شیخ الروایۃ سید محمد عبدالحی کتانی مراکشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۲ھ) نے لکھا:

عبدالحق ابن الشیخ شاه محمد بن الشیخ یار محمد اله آبادی المکی الصوفی المحدث المفسر الناسك المعمر صاحب الحاشیة علی تفسیر النفسی، وهو کبار اصحاب الشیخ عبدالغنی الدهلوی وقدمائهم۔

(عبدالحی کتانی، فہرس الفہارس والاثبات، مطبوعہ بیروت، ۱۹۸۲ء جلد ۲، ص ۷۲۸)

مشہور سوانح نگار خیر الدین زرکلی دمشقی (متوفی ۱۳۹۶ھ) نے ''الاعلام، مطبوعہ بیروت ۲۰۰۲ء، جلد ۶، ص ۱۸۶ پر شیخ الدلائل علامہ عبدالحق الٰہ آبادی علیہ الرحمہ کے متعلق نہ جانے کیسے لکھ دیا کہ ''ضعیف الحدیث'' جب کہ مولانا الٰہ آبادی علیہ نے علم حدیث شیخ عبدالغنی محدث دہلوی مہاجر مدنی (متوفی ۱۲۹۶ھ) اور شیخ قطب الدین دہلوی مہاجر مکی (متوفی ۱۲۸۹ھ) سے پڑھا، بعدازاں مولانا الٰہ آبادی مکہ مکرمہ میں عمر بھر علم حدیث کے علاوہ تفسیر، اصول تفسیر و قرأت، توحید و عقائد، فقہ حنفی، اصول فقہ، قوائد فقیہہ، بلاغت، معانی و بیان، بدیع، صرف

ونحو، منطق، تصوف، سیرت، تاریخ اور اوراد واذ کار وغیرہ علوم کی اہم کتب عرب وعجم کے طلباء کو پڑھاتے رہے۔

(قاضی مکہ ابوبکر بن احمد بن حسین الحبشی العلوی (متوفی ۱۳۷۴ھ)، الدلیل المشیر، مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۹۹۷ء، ص ۴۹، ۳۸۴)

خیرالدین زرکلی نے حالات وواقعات کی تحقیق میں تساہل سے کام لیا، جس کے باعث کتاب ''الاعلام'' اغلاط سے بھرگئی، کتاب میں بہت سی اہم علمی شخصیات کو نظر انداز کیا گیا، زرکلی ۱۹۲۱ء میں حجاز مقدس پہنچے اور وہاں کی شہریت اختیار کی، سیاسی امور سے بھی تعلق رکھتے تھے، (الاعلام، ج ۸، ص ۲۶۷، ۲۷۰) سعودی عرب کے سیاسی معاملات میں فعال رہنے کے علاوہ مختلف عہدوں پر فائز رہے، مملکت سعودیہ کے بانی شاہ عبدالعزیز آل سعود پر دو کتب لکھیں، اس وقت مولانا الٰہ آبادی کی وفات کو محض چھ سات برس گزرے تھے اور آپ کے لاتعداد تلامذہ حرمین شریفین میں موجود تھے، جیسے شیخ محمد علی مالکی، شیخ عبداللہ غازی مکی وغیرہ۔

(المسلک الجلی فی اسانید فضیلۃ الشیخ محمد علی، ص ۸، ۱۱)

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ دوسرے سفر حج میں آپ کی قیام گاہ پر بار بار ملاقات کے لئے جاتے رہے، ملفوظات اعلیٰ حضرت میں آپ کا ذکر خیر اس طرح موجود ہے:

''حضرت مولانا عبدالحق الٰہ آبادی کو چالیس برس سے زائد مکہ معظّمہ میں گزرے تھے، کبھی شریف مکہ کے یہاں تشریف نہ لے گئے، قیام گاہ فقیر پر دو بار تشریف لائے، مولانا سیّد اسماعیل (محافظ کتب خانہ حرم شریف) وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے ہیں کہ یہ محض خرق عادت ہے، مولانا کا دم بسا غنیمت تھا، ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے، التزاماً ہر سال حج کرتے تھے، مولانا

اسماعیل فرماتے تھے کہ ایک سال حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے، نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا، مجھے حرم شریف میں لے چلو، کئی آدمی اُٹھا کر لائے، کعبہ معظّمہ کے سامنے بٹھایا، زمزم شریف منگا کر پیا اور دُعا کی کہ الٰہی حج سے محروم نہ رکھ، اسی وقت مولیٰ تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ اُٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا''۔

(مولانا مصطفیٰ رضا خاں، الملفوظ کامل حصہ دوم، مطبوعہ بریلی ۱۹۹۵ء، ص ۱۹)

شیخ الدلائل مولانا عبدالحق الٰہ آبادی علیہ الرحمہ نے امام احمد احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی دو کتب ''الدولۃ المکیہ وحسام الحرمین'' پر تقریظات لکھیں جو مطبوع ہیں۔

علمائے مدینہ منورہ میں سے آپ شاگرد رشید حضرت مولانا شیخ محمد کریم اللہ مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''الدولۃ المکیہ'' پر شاندار تقریظ تحریر فرمائی، تقریظ کے آخر میں لکھتے ہیں

'' انا الحقیر الذلیل الفقیر محمد کریم اللہ المہاجر فی المدینۃ المنورہ علی منورھا صلوٰت اللہ وسلامہ من تلامیذ حضرت مولانا وسیدنا واستاذ نا الشاہ محمد عبدالحق عم فیضہ مقیم بمکۃ المکرمۃ زاد ھا اللہ شرفاً وتعظیماواجلا لاً ومھابۃ۔ ۲۲ جمادی الآخر ۱۳۲۹ھ''۔

(میں ہوں حقیر وذلیل محمد کریم اللہ مہاجر مدینہ منورہ ''اس کے روشن کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کے درود وسلام نازل ہوں'' حضرت مولانا سیدنا استاذ شاہ محمد عبدالحق ''ان کا فیض جاری رہے'' کا شاگرد مقیم مکہ معظّمہ اللہ ان کی عظمت و بزرگی وجلال میں زیادتی فرمائے۔ ۲۲ر جمادی الآخر ۱۳۲۹ھ''۔

(الدولۃ المکیہ، مطبوعہ کراچی ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۵ء، ص ۱۶۰)

خان بہادر محمد عبدالرحیم بنگلوری اپنے سفرنامہ حج میں لکھتے ہیں:

''آپ کا مکان حرم شریف کے متصل ترکی فوجی بارک کے نزدیک تھا، آپ دلائل الخیرات، حزب الاعظم، حزب البحر اور قصیدہ بردہ کی اجازت دیتے تھے، پڑھنے کی اجازت اپنی خاص مہر کتاب پر لگا کر عطا فرماتے تھے، آپ کا چہرہ بہت نورانی تھا، آپ طریقہ نقشبندیہ پر بیعت بھی لیتے تھے، سرزمین حجاز میں آپ کے ہزارہا مرید تھے، روزانہ سینکڑوں آدمی آپ کے دولت خانے پر دلائل الخیرات کی اجازت لینے کے لئے دوزانو بیٹھے رہتے تھے، آپ کی تصنیف ''انیس المسافرین فی بیان الحج والعمرۃ وزیارۃ سید المرسلین'' بڑی عمدہ کتاب ہے۔

(خان بہادر محمد عبدالرحیم بنگلوری، سفر حرمین الشریفین، مطبوعہ بنگلور ۱۳۳۲ھ، ص ۱۵۴، ۱۵۵)

حضرت مولانا عبدالحق الٰہ آبادی علیہ الرحمہ نے دلائل الخیرات شریف کی سند واجازت، حضرت سیّدی علی حریری مدنی قدس سرہٗ اور شیخ محمد المغربی قدس سرہٗ دونوں بزرگوں سے حاصل فرمائی، لیکن شیخ الدلائل اپنے تلامذہ کو موافق روایت سید علی حریری مدنی قدس سرہٗ کی اجازت عطا فرماتے تھے، حضرت شیخ کی اجازت اس طرح ہے۔ (جاری ہے)

قابلِ مُطالعہ کتابیں